باب ۷: بدعنوانی سے انکار

قاسم ایک چھوٹے سے شہر میں رہتا تھا۔ وہ ایک ذہین طالب علم تھا، اور اس کے والدین نے اس بات کو یقینی بنانے کے لیے سخت محنت کی کہ وہ اچھی تعلیم حاصل کرے۔ قاسم نے اپنی پڑھائی میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور یونیورسٹی سے تجارت میں ڈگری حاصل کی۔

تاہم، اپنی تعلیمی کامیابی کے باوجود، قاسم کے لیے ملازمت حاصل کرنا ایک مشکل کام تھا۔ وہ جہاں بھی گیا، اس سے کہا گیا کہ وہ اپنے روابط اور تعلقات استعمال کرے یا نوکری حاصل کرنے کے لیے کسی کو رشوت دے۔ لیکن قاسم نے بدعنوانی میں ملوث ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کا یقین تھا کہ کامیابی محنت اور قابلیت سے حاصل کی جانی چاہیے۔

دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں بدل گئے۔ قاسم نے اپنا وقت اپنے کوائف بھیجنے اور ملازمت کے لیے انٹرویوز دینے میں گزار دیا، لیکن ایسا لگتا تھا کہ اس محنت کے کوئی نتائج برآمد نہیں ہونگے۔ اس کے والدین اس کے مستقبل کے بارے میں فکر مند تھے، لیکن قاسم نے ہار ماننے سے انکار کر دیا۔

ایک دن گلیوں میں چلتے پھرتے ہوئے قاسم کو ایک خیال آیا۔ وہ روزگار کی تلاش کے بجائے اپنا کاروبار شروع کرے۔ قاسم اپنی تعلیم اور علم کو کچھ ایسا تخلیق کرنے کے لیے استعمال کرنے کے بارے پر عزم تھا جس سے معاشرے کو فائدہ پہنچے اور اسے آمدنی کا معقول ذریعہ بھی فراہم ہو جائے۔

قاسم نے مختلف کاروباری آئیڈیاز پر تحقیق کرنا شروع کی اور سستی مگر اعلیٰ معیار کی ہاتھ سے بنی چمڑے کی مصنوعات کی مارکیٹ کھپت کو جاننے کے لیے مارکیٹ ریسرچ کی۔ اس نے اپنے کاروباری منصوبے پر کام کرنا شروع کیا، مواد، سپلائرز، اور پیداواری تکنیکوں کی تحقیق میں لاتعداد گھنٹے صرف کیے۔

یہ آسان کام نہیں تھا لیکن قاسم پر عزم تھا۔ اس نے اپنی بچت کو آلات، مواد کی خریداری اور مارکیٹنگ میں سرمایہ کاری کے لیے استعمال کیا، اور جلد ہی، اس کا کاروبار شروع ہو گیا۔ اس نے خوبصورت، اعلیٰ معیار کی مصنوعات تیار کرنے کے لیے انتھک محنت کی جسے صارفین پسند کرنے لگے۔

جیسے جیسے اس کا کاروبار بڑھتا گیا، قاسم معاشرے کے دوسرے نوجوانوں کو ملازمت دینے کے قابل ہو گیا، جس سے انہیں قیمتی ہنر سیکھنے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا موقع ملا۔ قاسم کو اپنے کاروبار اور معاشرے پر اس کے مثبت اثرات پر فخر تھا۔

سال گزرتے گئے اور قاسم کا کاروبار پھلتا پھولتا رہا۔ وہ کاروباری برادری کا ایک معزز فرد بن گیا تھا، جو اپنی دیانت اور لگن کے لیے جانا جاتا تھا۔ قاسم جانتا تھا کہ اس نے بدعنوانی میں ملوث ہونے سے انکار کر کے صحیح فیصلہ کیا۔ آخر کار، قاسم نے اپنے عزم اور بدعنوانی کو مسترد کر کے ایک ایسا راستہ اختیار کیا جو اسے رشوت کے ذریعے ملنے والی کسی بھی نوکری سے کہیں زیادہ فائدہ مند تھا۔

وہ اس حوالے سے ایک روشن مثال بن گیا تھا کہ یہ ممکن ہے جب کوئی مشکل راہ کا انتخاب کرکے ایمانداری اور محنت کو اختیار کرتا ہے تو کامیابی اس کے قدم ضرور چومتی ہے۔

باب ۸: کیا آبادی وسائل پر اثر انداز ہوتی ہے؟

یمنی اپنا بستہ اپنے پیچھے گھسیٹتی ہوئی کلاس روم میں داخل ہوئی۔ "السلام علیکم، مس بینش ! کیا میں اندر آ سکتی ہوں، مس؟ "اس نے کلاس میں داخل ہونے کی اجازت طلب لی۔

"وعلیکم السلام۔ جی ہاں، آپ اندر آ سکتی ہیں . لیکن آپ اتنی دیر سے کیوں؟ "مس بینش نے استفسار کیا۔ اپنی نشست کی طرف جاتے ہوئے، یمنا نے اپنی ٹیچر سے کہا کہ اسے بس نہیں مل رہی کیونکہ ایندھن کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف آج پبلک ٹرانسپورٹ کی ہڑتال ہے۔

"طلبہ ! پیٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ کیا ہے؟ مس بینش نے پوچھا۔ "پٹرول کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں کیونکہ ہمارے ملک کے پاس پیٹرول خریدنے کے لیے وسائل نہیں ہیں،" یمنی نے فوراً جواب دیا، واضح طور پر ناراض ہوتے ہوئے وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ "پرسکون ہو جاؤ، یمنی ! ، مس بینش نے کہا۔ "میں جانتی ہوں کہ یہ پریشان کن بات ہے، لیکن ہمیں ہمیشہ صبر سے کام لینا چاہیے۔ کوئی اور طالب علم اظہار خیال کرنا چاہے گا؟"

رحمینہ: ہاں، مس بینش۔ کل رات میں نے خبروں میں سنا تھا کہ ہمارے ملک میں وسائل کی کمی ہے اور ہمارے عوام اس وجہ سے مشکلات کا شکار ہیں۔

مس بینش: آپ کے خیال میں وسائل کی کمی کی بڑی وجہ کیا ہے؟

سعدیہ: مس، آبادی بڑھ رہی ہے اور وہ ہمارے وسائل کو کھا رہی ہے۔

قدسیہ: پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور زیادہ آبادی ہمارے لیے بڑی تشویش کا باعث ہے۔ اس پھیلتی آبادی کی وجہ سے ہم اپنے وسائل کا انتظام کرنے سے قاصر ہیں۔

تہمینہ: میں اس بیان سے متفق نہیں ہوں۔ یہ ایک غلط فہمی ہے۔

مس بینش: کیا آپ اس کی وضاحت کر سکتی ہیں؟

تہمینہ: میں نے "عالمی وسائل اور زیادہ آبادی" کے بارے میں بہت سی تحقیقات پڑھی ہیں۔ ایک عام مشاہدے کے مطابق ماضی میں دنیا کی آبادی آج کی آبادی کے مقابلے میں انتہائی کم تھی لیکن پھر بھی فاقہ کشی اور غربت کی شرح اپنے عروج پر تھی۔

رحمینہ: میں آپ کی تائید کرتی ہوں، ماضی میں لوگ زندگی کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کرتے تھے۔ وہ آج کی تکنیکی ترقی سے بھی لیس نہیں تھے۔

مس بینش: آپ کی بات درست ہے لیکن پھر بھی اگر آپ زیادہ آبادی کے فوائد کے بارے میں کوئی مثال دے سکتی ہیں تو یہ واقعی دوسروں کو سمجھنے میں مدد دے گی۔

یمنی: میں یہاں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ چین دنیا کے سب سے زیادہ آبادی والے ممالک میں سے ہے لیکن یہ دنیا میں سب سے زیادہ برآمدات کرتا ہے۔

مس بینش: آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ چین نے اپنی آبادی کو خطرہ نہیں سمجھا۔ چینی حکومت اپنی آبادی کو بہترین طریقے سے استعمال کر رہی ہے۔ چینی اپنے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے نئی ٹیکنالوجیز ایجاد کریں۔

قدسیہ: پاکستان بھی ایک زیادہ آبادی والا ملک ہے پھر ہم روزگار کے مواقع کی کمی کا شکار کیوں ہیں؟ زیادہ آبادی ہماری کامیابی میں ایک خطرہ اور رکاوٹ کیوں ہے؟

تہمینہ: دراصل، ہم اپنے نوجوانوں کو ان کی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے مناسب پلیٹ فارم فراہم نہیں کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کے ذہنوں کو نتیجہ خیز طور پر استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

قدسیہ: اس کا مطلب ہے کہ زیادہ آبادی واقعی تشویش ناک نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے لوگوں کو روزگار کے مساوی مواقع فراہم کریں، ان کے حقوق کا تحفظ کریں اور انہیں تعلیم دے کر اپنے ملک کی معیشت کو مضبوط کر سکتے ہیں۔

مس بینش: شکریہ، عزیز طلبہ۔ ہم اپنی بحث کو یہاں ختم کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے سماجی نظام کو بہتر بنانے کے لیے کام کرنا چاہیے۔ صحت کی بہتر سہولیات، پائیدار اقتصادی منصوبے، سب کے لیے ضروری تعلیم، روزگار کے مواقع اور وسائل کی منصفانہ تقسیم ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ اگر ہم اسے اپنی بہتری کے لیے استعمال کریں تو زیادہ آبادی کوئی خطرہ نہیں ہے۔

باب۹: اپنے خاندان کو بااختیار بنائیں

زارا کا تعلق کسان خاندان سے تھا۔ بچپن سے اس نے اپنے والدین کو کھیتوں میں کام کرتے دیکھا۔ ان کا دن کھیتوں میں کام کرنے سے شروع ہوتا تھا اور وہیں ختم ہوتا تھا۔ اس کے والد ایک بہت محنتی آدمی تھے جنہوں نے بہتر فصل اگانے اور اپنے خاندان کے لیے زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے کی پوری کوشش کی۔

زارا کی والدہ ایک سادہ گھریلو خاتون تھیں۔ وہ اپنا وقت گھر کے کام یا کھیتوں میں کام کر کے گزارتی تھیں۔ زارا اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ وہ بیج بونے، گھاس پھوس اکھاڑنے، زمین میں ہل چلانے، کھیتی باڑی کے لیے کھاد جمع کرنے اور یہاں تک کہ کٹائی میں ان کی مدد کرنا پسند کرتی تھی۔ اس نے اناج صاف کرنے، اسے خشک کرنے اور ذخیرہ کرنے میں بھی اپنے والدین کی مدد کی۔

اپنی ذمہ داریوں کے باوجود، اس نے کبھی اپنے والد کو کھیت میں خواتین کی شراکت کو تسلیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس نے اپنی ماں کو ہمیشہ بھاری کام کے بوجھ میں مصروف پایا، حالانکہ وہ اپنے زرعی فرائض سے ہٹ کر گھر کے تمام کام کاج بھی کرتی تھیں۔

اس کا بھائی اس کے والدین کی آنکھ کا تارا تھا۔ اس نے کبھی کھیتوں میں ان کی مدد نہیں کی پھر بھی وہ ان کا بہت عزیز تھا۔ زارا کو لگا کہ اس کے والدین اسے نظر انداز کر رہے ہیں۔ اس رویے نے زارا کو اداس اور افسردہ کر دیا۔ وہ اپنے بھائی سے پیار کرتی تھی لیکن اپنے والدین کی بھی یکساں توجہ چاہتی تھی۔ وہ کچھ مختلف کرنا چاہتی تھی جس سے وہ اپنے والدین خصوصاً اپنے والد سے پیار حاصل کر سکے۔

ایک دن زارا نے اپنے گاؤں کا دورہ کرنے والے ماہرین کی ایک ٹیم کے بارے میں سنا۔ وہ کسانوں کو جدید زرعی تکنیک سکھانے کے لیے ان سے ملنے آئے تھے۔ زارا واقعی ان کے پراجیکٹ میں دلچسپی رکھتی تھی۔ اس نے اپنے والدین سے اجازت لی اور ان کلاسوں میں شمولیت اختیار کی۔

وہ تیزی سیکھنے والی لڑکی تھی اس لیے اس نے وہ تمام نئی کھیتی باڑی کی تکنیک سیکھ لیں جو کسانوں کو معیاری فصلیں پیدا کرنے میں مدد و معاون ہو سکتی تھیں۔ اس نے بہتر کیڑے مار ادویات اور کھادوں کے بارے میں بھی سیکھا۔ گاؤں کے لوگ اپنے روایتی کاشتکاری کے طریقوں کو چھوڑ کر نئی تکنیکوں کو اپنانے میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ وہ اسے وقت کا ضیاع سمجھتے تھے۔ زارا نے اصرار کیا کہ اس کے والد ان تکنیکوں کو اپنے کھیتوں میں لاگو کریں۔ اس کے والد قدرے ہچکچاہٹ کا شکار تھے اور خطرہ مول لینے کے لیے تیار نہیں تھے لیکن انہوں نے زارا کے اصرار ان طریقوں اور تکنیکوں پر عمل کرنے پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔

زارا نے واقعی اپنے والد کے ساتھ بہت محنت کی۔ اس نے کھادوں کے بہترین تناسب کو ملانے اور بیج کے بہترین معیار کے انتخاب کے ذریعے ان کی رہنمائی کی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اُس سال ان کی فصلوں کا معیار زیادہ بہتر تھا، اور ان کی کاشت روایتی پیداوار سے آٹھ گنا زیادہ ہوئی۔

مجموعی طور پر، اس کی کوششوں سے آمدنی میں اضافہ ہوا، اور ساتھ ہی اگلی فصل کے لیے ٹھوس بنیادوں پر سرمایہ کی فراہمی کی یقین دہانی ہوئی۔، زارا نے ان کی آمدنی کو اوسطاً چار گنا تک بڑھانے اور بہترین فصلیں پیدا کرنے میں مدد کی۔

اس کے والدین کو اب زارا پر فخر ہونے لگا۔ اس کے والد نے اسے بڑے فخر کے ساتھ اپنے خاندان والوں سے ملوایا۔ زارا کے بھائی نے بھی کھیتوں سے متعلق تمام کاموں میں اپنے خاندان کی مدد کرنا شروع کر دی۔ زارا یہاں نہیں رکی !اس نے بہت سے غریب خاندانوں، خاص طور پر اپنے گاؤں کی خواتین اور لڑکیوں کی رہنمائی شروع کی۔ اس نے کاشتکاری کی نئی تکنیکوں کو اپنانے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں ان کی مدد کی۔

زارا کے والد کو اب یقین ہو گیا کہ خواتین اپنے خاندانوں کی کفالت اور ملکی معیشت کو بہتر بنانے میں مردوں کے شانہ بشانہ اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

باب ۱۰: روزمرہ کی زندگی میں سائنس اور ٹیکنالوجی

سائنس مشاہدات اور تجربات کا ایک منظّم طریقہ ہے۔ اس سے ہمیں علم حاصل کرنے اور اپنی صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔ جبکہ ٹیکنالوجی سائنس کا عملی اطلاق ہے جو زندگی کے معیار کو بہتر بنانے میں ہماری مدد کرتی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے، وہ دونوں روزمرہ کی زندگی کا حصہ ہیں۔

سائنس اور ٹیکنالوجی نے ہماری زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ترقی دینے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے، ورنہ ہم آج بھی پتھر کے زمانے میں رہتے۔ جدید دور کا وجود سائنس اور ٹیکنالوجی کا مرہون منّت ہے۔ صرف ایک صدی پہلے، ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایک دن ہم آسمان پر اونچی اڑان بھریں گے، یا تیز چلنے والی ٹرینوں میں سفر کریں گے۔ کسی نے سوچا بھی نہیں تھا کہ زمین کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانا اتنا آسان ہو جائے گا۔ ہماری زندگی نئی ایجادات اور دریافتوں کی وجہ سے بہت بدل چکی ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی ترقی کرنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔ لیکن زندگی کی دوسری چیزوں کی طرح سائنس اور ٹیکنالوجی کے بھی کچھ فوائد اور نقصانات ہیں۔ آیئے ذیل میں ان پر تبادلہ خیال کریں۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے فوائد

بہتر صحت: سائنس اور ٹیکنالوجی نے صحت کی دیکھ بھال میں نمایاں بہتری لائی ہے۔ ہر روز نئی دوائیں اور طبّی طریقہ کار تیار کیے جاتے ہیں، جو ہمیں ان بیماریوں کا علاج کی صلاحیت دیتے جو کبھی مہلک تھیں۔ اس کے علاوہ، ٹیکنالوجی نے ڈاکٹروں کے لیے بیماریوں کی تشخیص اور علاج کو آسان بنا دیا ہے۔

بہتر مواصلات: ٹیکنالوجی کے عروج نے مواصلات کو پہلے سے کہیں زیادہ آسان اور تیز تر بنا دیا ہے۔ صرف چند کلکس سے، ہم دنیا بھر کے لوگوں سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ اس نے مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنا اور تعاون کرنا ممکن بنایا ہے۔

کارکردگی میں اضافہ: سائنس اور ٹیکنالوجی نے بہت سے کاموں کو آسان اور زیادہ موثر بنا دیا ہے۔ ایسی مشینیں جو سیکنڈوں میں پیچیدہ حساب کتاب کر سکتی ہیں، روبوٹ تک جو مصنوعات کو درستگی کے ساتھ جوڑ سکتے ہیں، ٹیکنالوجی نے کام کو آسان، تیز تر اور زیادہ درست بنا دیا ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے نقصانات

انحصار: جہاں ٹیکنالوجی نے زندگی کو آسان بنادیا ہے، وہیں اس نے ہمیں اس پر مزید انحصار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ لوگ اب مواصلات سے لے کر تفریح تک ہر چیز کے لیے ٹیکنالوجی پر بہت زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ یہ انحصار سماجی تنہائی اور تنقیدی سوچ کی مہارت کی کمی کا باعث بن سکتا ہے۔

ماحولیاتی اثرات: سائنس اور ٹیکنالوجی نے بھی ماحول پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ صنعت کاری اور توانائی کی کھپت میں اضافہ آلودگی، جنگلات کی کٹائی اور موسمیاتی تبدیلیوں کا باعث بنا ہے۔ جیسا کہ ہم ٹیکنالوجی پر انحصار کرتے رہتے ہیں، یہ ضروری ہے کہ ہم ماحول پر اس اثرات کو کم کرنے کے لیے اقدامات کریں۔

حفاظتی خطرات: جیسے جیسے ٹیکنالوجی نے ترقی کی ہے، اسی طرح اس سے وابستہ خطرات بھی بڑے ہیں۔ سائبر سیکیورٹی ایک بڑھتی ہوئی باعث توجہ امر ہے، کیونکہ ہماری ذاتی اور مالی معلومات کا زیادہ تر آن لائن ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ، ٹیکنالوجی نے مجرموں کے لیے فراڈ اور شناخت کی چوری کو آسان بنادیا ہے۔

بہر حال، سائنس اور ٹیکنالوجی نے جہاں ہمیں بہت سے فائدے دیے ہیں، وہاں اس کے منفی پہلو بھی ہیں۔ ممکنہ خطرات پر غور کیا جائے اور ان کو کم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ ایسا کرنے سے، ہم اپنی صحت، ماحول یا اپنی سلامتی کو داؤ پر لگائے بغیر سائنس اور ٹیکنالوجی کے فوائد سمیٹ سکتے ہیں۔

باب۱۱: قائداعظم

قائداعظم بانی پاکستان ہیں
وہ تھے پاکستان کے وجود کا سبب
انہوں نے ہمارے تصور سے
انہوں نے اسلامی شریعت
ایک اسلامی وفاقی حکومت بنادیا۔
قائداعظم ایک سچے اور مخلص رہنما تھے
اپنی تمام خدمات کے لیے

ہر کوئی واقف ہے ان کی عظمت سے
روایات اور اختلافات کے تنوع کے باوجود
کئی گناہ زیادہ مشقت کی
کے مطابق کام کرتے ہوئے پاکستان کو
دنیا کے دیگر ممالک پاکستان کے ساتھ وابستہ ہو گئے
وہ امن پسند اور اچھے مبلغ تھے،
انہوں نے خزانے نہیں مانگے،

لیکن اپنے پیغام کو تمام متلاشیوں تک پہنچایا

شاعر: محمد رضا ماسٹر

باب ۱۲: صفائی کا انعام

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹا لڑکا جس کا نام حبیب تھا۔ وہ اپنی کلاس کا سب سے شرارتی لڑکا تھا۔ وہ کلاس روم میں ہر جگہ کاغذ کے ٹکڑے اور ریپرز پھینک دیتا اور کلاس کو گندا کر دیتا تھا۔

جب بھی ٹیچر اپنا منہ دوسری طرف کرتیں، حبیب تیزی سے درسی کتابیں فرش پر بکھیرتا، اپنی میز کی درازیں نکالتا اور اپنے ہم جماعتوں کی نوٹ بکوں پر سیاہی پھینک دیتا۔ وہ اپنا کوڑا کرکٹ بھی فرش پر چھوڑ دیتا اور کلاس روم کے چاروں طرف کاغذ کے ٹکڑوں کو بکھیر دیتا۔

اس کے ہم جماعت آہستہ آہستہ اس کی شرارتوں سے تنگ آ گئے۔ وہ بڑبڑانے اور شکایت کرنے لگے لیکن وہ صرف ہنس کر بات کو ٹال دیتا اور اپنی شرارتیں جاری رکھتا۔ اس کی مسلسل گڑبڑ سے تنگ آ کر مس ماریہ، ان کی کلاس ٹیچر، حبیب کے ساتھ بیٹھ گئیں اور اس کے ساتھ اس بارے میں بات کی کہ اس کے رویے سے دوسروں کو کس طرح تکلیف پہنچ رہی ہے اور اسے اپنی ان حرکتوں کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ تاہم، حبیب نے ان کے مشورے پر توجہ نہیں دی۔

مس ماریہ نے حبیب کو اپنی بری عادت ترک کرنے پر آمادہ کرنے کا ایک اور منصوبہ بنایا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ان طلبہ کو شاباش دیں گی جو اپنے کلاس روم کو صاف ستھرا رکھیں گے۔ انہوں نے ایسے طالب علم کے لیے ایک خصوصی انعام کا بھی اعلان کیا جو مہینے کے آخر میں سب سے زیادہ شاباش (اسٹارز) حاصل کرے گا۔

ایک دن مس ماریہ نے طلبہ کو بتایا کہ اللہ کو صفائی پسند ہے۔ انہوں نے قرآن پاک کی ایک آیت کا حوالہ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ "حقیقت میں اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اپنے آپ کو پاک و صاف رکھتے ہیں"۔ (البقرہ: 222) انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور قول بھی پڑھا، "صفائی نصف ایمان ہے۔" (صحیح مسلم: 223)

قرآن کی آیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حبیب واقعی متاثر ہوا۔ اسے احساس ہوا گیا کہ اس کے رویے سے دوسروں کو نقصان ہو رہا ہے۔ اس نے اس کے بعد صفائی کرنا شروع کی اور کلاس روم کو صاف کرنے میں اپنے ہم جماعتوں کی مدد کرنے لگا۔ اس نے اپنے استانی جی اور ہم جماعت سے معافی مانگی اور مستقبل میں مزید ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرنے کا وعدہ کیا۔ اس نے اپنے رویے میں اس تبدیلی کے بعد واقعی مسرت محسوس کی۔ مس ماریہ نے اس کی تعریف کی اور اسے پانچ ستارے دیئے۔ انہوں نے سب بچوں کو حبیب کے لیے تالیاں بجانے کو بھی کہا۔

جیسے جیسے حبیب کے رویے میں بہتری آتی گئی، اس کے ہم جماعت اس کی زیادتیوں کو فراموش کرتے گئے۔ وہ اب بات کو یقینی بنانے لگا کہ وہ تندہی سے کام کرتے ہوئے اپنے کلاس روم کو صاف ستھرا رکھے گا۔ مہینے کے آخر میں مس ماریہ نے حبیب کے لیے خصوصی تحفے کا اعلان کیا۔ حبیب اپنی کامیابی پر بہت خوش تھا۔ اس نے مس ماریہ اور ان کے ہم جماعتوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اسے صفائی کی اہمیت کا احساس دلایا۔ وہ ایک ماڈل طالب علم بن گیا تھا اور اس نے اپنی پڑھائی میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے کلاس روم میں دوسرے طلبہ کے لیے ایک مشعل راہ بن گیا۔

یقیناً، صفائی ستھرائی ہماری زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ اپنے آپ کو اور اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا دراصل اچھی صحت اور کامیاب زندگی کا ضامن ہے۔